

”حقیقتِ محمدیہ“ اور ”نورِ محمدی“ کی حقیقت

ایک اور مقام پر علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

”مگر اہلِ یوہنم کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت (تخلیقِ آدمؑ) سے قبل ہوا جو بدستے اور ان کی ذات تمام ذوات سے قبل پیدا کی گئی تھی۔ اس کے لیے وہ بعض گھڑی ہوئی احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ حدیث کہ ”آپ عرش کے چاروں طرف پھیلا ہوا نور تھے اور آپؐ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ نور میں ہی تھا“ ان میں سے بعض یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کے قرآنِ کریم لانے سے قبل ہی اسے حفظ کر لیا تھا۔ وغیرہ الخ“ ۱۶۳

بعض اور مشہور روایات، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سے پیدا ہونا مروی ہے

اس طرح ہیں :

”خَلَقَ اللهُ مِنْ نُورِهِ وَخَلَقَ آدَمَ مِنْ نُورِهِ وَخَلَقَ عِمْرَ مِنْ نُورِهِ وَخَلَقَ اُمِّيَّ مِنْ نُورِهِ عِمْرَ وَعَمْرَ سِرَاجَ اَهْلِ الْجَنَّةِ“ ۱۶۴

”اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور حضرت ابوبکرؓ کو میرے نور سے اور حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے نور سے اور میری اُمت کو حضرت عمرؓ کے نور سے پیدا فرمایا اور حضرت عمرؓ تمام جنتیوں کے سراج ہیں۔“

اس حدیث کو ابوالنعیم نے بطریق ”احمد بن یوسف النخعی عن ابی ثعلیب السوسی عن الہیثم بن جیل

۱۶۳ روایتی ابوبکر لابن تیمیہ ص ۱۶ طبع سلفیہ بمصر

۱۶۴ رواہ ابوالنعیم

عن ابی معشر عن القبری عن ابی ہریرۃؓ "روایت کیا ہے۔ ابو نعیمؒ فرماتے ہیں: "یہ روایت باطل اور کتاب اللہ کے خلاف ہے" علامہ ابن عراق الکنافیؒ فرماتے ہیں: "ابو معشر، ہیثم اور ابو شعیبہ سب متروک ہیں" علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کو میزان الاعتدال میں نقل کرتے کے بعد اس کا بطلان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: "یہ کذب ہے جسے ان تینوں (ابو معشر، ہیثم بن جہیل اور ابو شعیبہ السوی) میں سے کسی نے ایجاد کیا ہے۔ میرے نزدیک اس کی آفت احمد بن یوسف المنجیؒ ہے" احمد بن یوسف المنجیؒ کے متعلق علامہ ذہبیؒ اور علامہ ابن عراق الکنافیؒ فرماتے ہیں کہ: "معروف نہیں اور کذب کی خبر لاتا ہے"۔

اس روایت کے دوسرے راوی ابو معشر کو علامہ حافظ ابن حجرؒ نے "ضعیف اور اختلاط کرنے والا" بتایا ہے۔ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "امام احمدؒ وغیرہ نے اس کی تضعیف کی ہے، لیکن بعض نے اسے ثقہ بھی بتایا ہے" ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: "وہ ضعیف ہے" ابن مبینؒ کا قول ہے: "قوی نہیں ہے" ابن ہمدیؒ فرماتے ہیں: "معروف لیکن منکر ہے" ابن مدینیؒ فرماتے ہیں: "ضعیف ہے" نسائیؒ اور دارقطنیؒ نے بھی اسے "ضعیف" قرار دیا ہے۔ امام بخاریؒ اسے "منکر الحدیث" بتاتے ہیں۔ ابن عدیؒ کا قول ہے کہ "اس میں ضعف ہے لیکن اس کی حدیث لکھی جاتی ہے" مزید تفصیل کے لیے مجمع الزوائد للہیثمیؒ، تحفۃ الاحوذی للبارکفوریؒ، الضعفاء والمتروکین للنسائیؒ، تاریخ یحییٰ ابن معینؒ، سوالات محمد بن عثمان التاریخ الکبیر للبخاریؒ، التاریخ الصغیر للبخاریؒ، الضعفاء الصغیر للبخاریؒ، معرفۃ والتاریخ للیسویؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، الجرح والتعديل لابن ابی حاتمؒ، مجروحین لابن حبانؒ، کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، الضعفاء والمتروکین للدارقطنیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان، فہرست مجمع الزوائد للزحلول اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی وغیرہ کی طرف مراجعت فرمائی گئی۔

۱۶۹ تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ لابن عراق ج ۱ ص ۳۳ ۱۷۰ میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۱۶۶ ۱۷۱ تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ لابن عراق ج ۱ ص ۳۵ ۱۷۲ میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۱۶۶ ۱۷۳ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۱۵۴ ج ۵ ص ۱۴۹ ۱۷۴ تحفۃ الاحوذی للبارکفوری ج ۱ ص ۲۶۹ ج ۲ ص ۱۹۴ ۱۷۵ الضعفاء والمتروکین للنسائی ترجمہ ۵۹، تاریخ یحییٰ بن معین ج ۳ ص ۱۹۰، ۲۰۰، ۲۵۵ طبع مرکز بحث علمی مکہ مکرمہ ۱۳۹۹ھ، سوالات محمد بن عثمان ترجمہ ۱۰۷، التاریخ الکبیر للبخاری ج ۱ ص ۱۱۵ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۶۰ھ، التاریخ الصغیر للبخاری

اس سند کا دوسرا راوی سہیم بن جہیل ہے، جسے علامہ ہبشی، عجل، دارقطنی اور امام احمد وغیرہ نے "ثقة" کہا ہے لیکن ابن عدی فرماتے ہیں: "وہ حافظ نہیں ہے، ثقات کی طرف سے غلطیاں کرتا ہے" ابن حجر فرماتے ہیں: "ثقة من أصحاب الحديث كان كذا"۔ علامہ ذہبی نے بھی اس کے ترجمہ میں مختلف امہ جرح و تعدیل کے اقوال نقل کیے ہیں۔ تفصیلی ترجمہ کے لیے معرفۃ الثقات للعجل، مجمع الزوائد للہبشی، تقریب التہذیب لابن حجر، تہذیب التہذیب لابن حجر، تاریخ بغداد لمخطیبات بغدادی، سیر اعلام النبلاء للذہبی، طبقات الحفاظ للسیوطی، فہارس مجمع الزوائد للزغل، تذکرۃ الحفاظ للذہبی اور میزان الاعتدال للذہبی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

اس کا چوتھا راوی البرشعی السوسی ہے، جس کے متعلق نسائی کا قول ہے: "ثقة نہیں ہے" علامہ ہبشی فرماتے ہیں: "ضعیف اور متروک ہے" ابن حجر فرماتے ہیں: "متروک اور نامعنی ہے"۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں: "امام احمد نے اسے متروک قرار دیا ہے" ابن معین کا قول ہے: "وہ کچھ بھی نہیں ہے" فلاس بیان کرتے ہیں: "یحییٰ اور ابن مہدی اس سے حدیث نہیں لیتے" امام بخاری فرماتے ہیں: "شعبہ نے اس پر کلام کیا ہے" جوزجانی کہتے

ج ۲ ص ۲۵۱، طبع دارالوعی ملب ۱۹۷۷ھ، الضعفاء الصغیر للبخاری ترجمہ ۳۸، طبع دارالوعی ملب ۱۹۷۷ھ، معرفۃ والتاریخ للبوسی ج ۲ ص ۲۶۱، طبع مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۰۱ھ، الضعفاء الکبیر للعقلی ج ۲ ص ۲۶۱، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۲۹۳، مجروحین لابن حبان ج ۲ ص ۶۶، طبع دارالبازمۃ المکرّمہ، کامل لابن عدی ج ۲ ص ۲۵۱، الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ترجمہ ۵۵، میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۲۶۱، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۲۹۸، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیوطی ج ۲ ص ۲۶۱، فہارس مجمع الزوائد للزغل ج ۲ ص ۲۶۱، طبع مؤسسۃ الرسالہ بیروت، طبقات الحفاظ للسیوطی ج ۲ ص ۲۶۱، فہارس مجمع الزوائد للزغل ج ۲ ص ۲۶۱، طبع مؤسسۃ الرسالہ بیروت، تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۲ ص ۲۶۱، میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۲۶۱، وغیرہ۔

۳۷، معرفۃ الثقات للعجل ج ۲ ص ۲۵۱، مجمع الزوائد للہبشی ج ۲ ص ۲۶۱، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۲۶۱، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۲۶۱، تاریخ بغداد لمخطیبات بغدادی ج ۲ ص ۲۶۱، سیر اعلام النبلاء للذہبی ج ۲ ص ۲۶۱، طبع مؤسسۃ الرسالہ بیروت، طبقات الحفاظ للسیوطی ج ۲ ص ۲۶۱، فہارس مجمع الزوائد للزغل ج ۲ ص ۲۶۱، طبع مؤسسۃ الرسالہ بیروت، تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۲ ص ۲۶۱، میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۲۶۱، وغیرہ۔

ہیں: ”قوی نہیں ہے“ ایسا ہی ایک قول دارقطنیؒ سے بھی منقول ہے تفصیلی ترجمہ کے لیے تاریخ یحییٰ بن معینؒ، سوالات محمد بن عثمانؒ، التاريخ الكبير للبخاریؒ، التاريخ الصغير للبخاریؒ، مجمع الزوائد للبیہقیؒ، تحفۃ الاحوزیؒ للبارکفوریؒ، الضعفاء الكبير للعقيليؒ، الضعفاء والمتروکین للنسائیؒ، فہارس مجمع الزوائد للزغلولؒ، معرفۃ والتاریخ للبوسویؒ، الجرح والتعديل لابن ابی حاتمؒ، مجروحین لابن حبانؒ، کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، الضعفاء والمتروکین للدارقطنیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، المنقذ فی الضعفاء للذہبیؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروانؒ، اور سلسلۃ الاحادیث الصیحۃ للالبانی وغیرہ کا مطالعہ مفید ہوگا۔

ایک دوسری حدیث اس طرح ہے :

”خُلِقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُورٍ وَكُنَّا عَنِ يَمِينِ الْعَرْشِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ اللَّهُ آدَمَ يَا لَنُفَى عَامِرٌ ثُمَّ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ فَأَنْقَلَبْنَا فِي أَصْدَابِ الرِّجَالِ ثُمَّ جَعَلَنَا فِي صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ اسْتَقَى اسْمَاءُ نَا مِنْ أَسْمِهِ فَأَنَّ اللَّهَ مُحَمَّدٌ وَأَنَا مُحَمَّدٌ وَاللَّهُ الْأَعْلَى وَعَلِيٌّ عَلِيٌّ“

اس کو امام ابن الجوزیؒ نے البوزر کی حدیث سے بیان کیا ہے۔ علامہ ابن عراق الکفانیؒ فرماتے ہیں: ”لیکن اس کی سند میں جعفر بن احمد بن علی بن بیان النافعی موجود ہے“ علامہ شوکانیؒ

۱۷۹ تاریخ یحییٰ بن معین ج ۱ ص ۹۲ طبع مطبعة السعادة بمصر ۱۳۴۹ھ، سوالات محمد بن عثمان ترجمہ ص ۵۹، التاريخ الكبير للبخاری ج ۱ ص ۳۱۲، التاريخ الصغير للبخاری ج ۱ ص ۱۳، مجمع الزوائد للبیہقی ج ۱ ص ۲۰۲، ج ۱ ص ۵۳، تحفۃ الاحوزی للبارکفوری ج ۱ ص ۳۲۲، الضعفاء الكبير للعقيلي ج ۱ ص ۲۱، الضعفاء والمتروکین للنسائی ترجمہ ص ۲۳، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۱ ص ۳۱، معرفۃ والتاریخ للبوسوی ج ۱ ص ۶۳، الجرح والتعديل لابن ابی حاتم ج ۱ ص ۴۴، مجروحین لابن حبان ج ۱ ص ۲۵، کامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۱ ص ۲۴ ترجمہ ص ۱۳۹، الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ترجمہ ص ۲۹۶، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۳۱، المنقذ فی الضعفاء للذہبی ج ۱ ص ۳۱، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۳۶۹، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۲۷۸، ۲۷۹ و سلسلۃ الاحادیث الصیحۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۱ وغیرہ۔

۱۷۲ تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکفانی ج ۱ ص ۳۵

فرماتے ہیں: ”یہ حدیث موضوع ہے، اسے جعفر بن احمد بن علی نے وضع کیا جو وضاع اور رافضی تھا۔“ جعفر بن احمد بن علی بن بیان النافقی کے متعلق علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: ”وہ احادیث موضوعہ بیان کرتا ہے۔ ہم اس کو احادیث وضع کرنے سے متم کرتے ہیں۔ وہ رافضی بھی تھا، ابن یونسؒ کہتے ہیں: ”وہ رافضی تھا اور احادیث وضع کرتا تھا۔“ علامہ برہان الدین حلبیؒ، ابن عدیؒ، ابن عراق الکنتانیؒ، اور شیخ محمد ناصر الدین الالبانی وغیرہ نے بھی جعفر کو ”وضاع“ اور ”رافضی“ قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے میزان الاعتدال للذہبیؒ، کشف الخیث للحمیؒ، کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، تنزیہ الشریعہ المرفوعہ لابن عراق اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ للالبانی وغیرہ کا مطالعہ مفید ہوگا۔ اس سلسلہ کی چند اور احادیث اس طرح ہیں:

”ذَكَرَ ابْنُ مَرْزُوقٍ وَعَلَقَمِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نُورًا بَيْنَ يَدَيْ مَائِي عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ يَا رَبِّعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ“ ۱۷۵

اور:

”رَأَى اللَّهُ قَبْضَ مَنْ نُورِهِ وَجْهَهُ قَبْضَةً وَنَظَرَ إِلَيْهَا فَعَرَقَتْ وَزَلَقَتْ فَخَلَقَ اللَّهُ مِنْ كُلِّ نَقْطَةٍ نَبِيًّا وَإِنَّ الْقَبْضَةَ كَانَتْ هِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ كَانَ كَوَكْبًا دُرِّيًّا“ ۱۷۶ وغیرہ!

علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں کہ: ”مذکورہ بالا حدیث یا اسی طرح کے اور بہت سے قصے مثلاً تمام عالم کی تخلیق اسی نور محمدیؐ سے ہوئی تھی۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آباء و حضرت آدمؑ

۱۷۵ الفرائد المجموعۃ للشوکانی ۲۴۳

۱۷۶ میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۲، کشف الخیث للحمیؒ ص ۱۲۴، کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ ج ۱ ص ۲۱۵،

تنزیہ الشریعہ المرفوعہ لابن عراق ج ۲ ص ۲۵۰ و سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۸۲

۱۷۷ المواہب اللدنیہ واحکام ابن القطان و کشف الخفاء للحمیؒ ج ۱ ص ۳۱۲-۳۱۱ و ج ۲ ص ۱۵۰

۱۷۸ شرح المواہب اللدنیہ للزرقانیؒ و کنانیؒ الإثمار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص ۲۳

کی تخلیق سے قبل ہی موجود تھے۔ یا آپؐ نے قرآنِ حکرتِ جبریلؑ کے لانے سے قبل ہی حفظ کر لیا تھا۔ یا اسی قبیل کے دوسرے تمام اموزہ حافظ ابوالعباس احمد بن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں اور ابنِ کثیرؒ نے اپنی تاریخ میں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ تمام چیزیں باتفاقِ جلدِ اہل علم، مفسری کا کذب ہیں۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب دینِ اسلام میں ”حقیقتِ محمدی“ یا ”نورِ محمدی“ کی کوئی اصل نہیں ہے، پھر انوعوام و خواص میں کس طرح اس فکر نے اس درجہ مقبولیت و شہرت حاصل کی؟ — ہماری نظر میں اس کے کئی اسباب ممکن ہیں مثلاً:

۱۔ بہت سے اہل کتاب ایمان لانے کے بعد بھی اہل کتاب سے دنیا کی پیدائش اور متقدینِ انبیاءؑ کے قصص نقل کیا کرتے تھے چنانچہ رفتہ رفتہ یہ تمام اسرائیلی روایات مسلمانوں میں شہرت اور مقبولیت پاتی چلی گئیں۔ افسوس تو اس بات پر ہے کہ بعد کے مفسرینِ قرآن اور بعض محدثین نے بھی انہیں اپنی تصانیف میں بلا تمیز و تحقیق جگہ دی اور پھر طرفیہ کہ ان کی حقیقت اور مقام و ماخذ کو بھی واضح نہ کیا جس کے نتیجے میں آج اُمت کے بیشتر افراد کے نزدیک یہ تمام اسرائیلی خرافات گویا مسلمہ طور پر جزو ایمان تصور کی جانے لگی ہیں۔ فَاَنَّا لَنَعْلَمُ! — حالانکہ باتفاقِ علمائے اسلام، شریعت میں ان اسرائیلی روایات سے استدلال کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ ایسی روایات کو عموماً ”اسرائیلیات“ کا نام دیا جاتا ہے۔ فی الواقع حضرت آدم علیہ السلام کا پیدائش کے بعد عرضِ الہی یا بابِ جنت پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِؐ لکھا ہوا دیکھنا، پھر حق محمدی اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا سوال کرنا، کائنات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے پیدا کیا جانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کا تمام اشیائے کائنات کی تخلیق سے ہزار ہا سال قبل پیدا کیا جانا، یا اسی قسم کے اور بہت سے قصص، سب کے سب اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری ”برناباس“ کی انجیل میں مذکور ہے:

”جب حضرت آدم علیہ السلام اچھل کر اپنے پیروں پر کھڑے ہو گئے تو انہوں نے ہوا میں ایک تحریر دیکھی جو سورج کی طرح چمک رہی تھی۔ وہ تحریر یہ تھی: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِؐ

مکملہ شرح الواہب اللہ فیہ للزرقانی و کما فی الآثار المعروفۃ فی الاخبار الموضوۃ ص ۴۲

مکملہ انجیل برناباس (انگریزی ترجمہ) منہ طبع اکسفورڈ ۱۹۰۷ء

ایک اور مقام پر تحریر ہے :

”جب میکائیل فرشتہ نے ان کو جنت سے باہر نکالا اور حضرت آدمؑ نے پلٹ کر دیکھا تو جنت کے دروازہ پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لکھا ہوا پایا۔“ ۱۸۹

ایک مقام پر مذکور ہے کہ :

”جب حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ”اور وہ جسے تو نے لکھا ہوا دیکھا ہے وہ تیرا بیٹا ہے جو دنیا میں اب سے بہت سالوں بعد آئے گا اور میرا رسول ہوگا جس کے لیے میں نے یہ تمام چیزیں پیدا کی ہیں۔“ ۱۹۰

اگے چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مزید لکھا ہوا ہے کہ :

”جس کی روح تمام اشیائے کائنات کی تخلیق سے ساٹھ ہزار برس قبل ہی پیدا کر دی گئی تھی۔“ ۱۹۱

۲۔ اگر ”شیعیت“ اور ”تصوف“ دونوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت پوشیدہ

ترہ سکے گی کہ ان دونوں میں کئی لحاظ سے باہم اشتراک، یکسانیت، مماثلت اور

اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ بالخصوص چور دروازوں سے دین میں شکوک و شبہات پیدا

کرنے اور بین المسلمین انار کی، افتراق و انتشار، بدعقیدگی اور شرک و بدعات پھیلانے

میں ایک کو دوسرے سے تعاون اور تقویت پہنچتی رہی ہے۔ شاید بعض قارئین کو، جن

کی اپنی فکر آزاد نہیں ہے، میری اس بات سے اتفاق نہ ہو لیکن واقعہ یہی ہے !—

اپنے قول کی تائید میں چند مشہور محققین کی آراء پیش خدمت ہیں :

ملاحید علی آملی (صاحب تغیر بحر البحار) فرماتے ہیں :

”تصوف طریقہ امر نفوی است و تصوف و تشیع یک معنی دارو“ ۱۸۷ (یعنی تصوف طریقہ امر نفوی

۱۸۹ انجیل برناباس (انگریزی ترجمہ) ص ۵۵ طبع آسفر ڈسٹر

۱۹۰ ایضاً ص ۵۰

۱۹۱ ایضاً ص ۵۰

۱۹۲ اصول تصوف مصنفہ ڈاکٹر احسان اللہ استخزی ص ۲

ہے اور تصوف و شیعیت کے ایک ہی معنی ہیں،

نتران یونیورسٹی کے پروفیسر سید حسین نصر فرماتے ہیں :

”اثناء عشری شیعیت میں مذہب کے ظاہری اور باطنی پہلوؤں کو بالخصوص

اہمیت دی گئی ہے اور اس اعتبار سے وہ تصوف کی جہتوں ہے“

اور ڈاکٹر ذکی مبارک مصری فرماتے ہیں :

”وَالْوَاقِعُ أَنَّ الصِّلَةَ بَيْنَ التَّشْيِيعِ وَالتَّصَوُّفِ قَعْلِيٌّ هُوَ مَعْبُودُ

الشَّيْعَةِ وَامَامُ الصُّوفِيَّةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. (یعنی واقعہ یہ ہے کہ تشیع اور تصوف کو آپس میں

جرڑنے والا رشتہ علیؑ کا ہے جو شیعوں کے معبود اور صوفیہ کے امام ہیں۔“

جب ہمارا مندرجہ بالا دعویٰ ثابت ہو چکا تو عین ممکن ہے کہ اس کا دوسرا سبب صوفیاء

اور شیعہ حضرات ہی ہوں جنہوں نے عوام کی لاعلمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہایت چال بازی

کے ساتھ مشترکہ طور پر اس فکر کی تشہیر کی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؑ کو رُبُوبیت

کی بعض صفات میں شریک کر کے سیدھے سادے مسلمانوں کو ضلالت کے دہاتے پر لاکھڑا

کریں۔ اگرچہ بعض محققین (مثلاً شیخ عبد الرحمان عبد الحفیظ اللہ) نے اس فکر کو ابن عربی کی

ایجاد بتایا ہے، لیکن یہ ایک فاش علمی غلطی ہے۔ حقیقت وہی ہے جو ہم نے بیان کی۔ ہمارے

اس دعویٰ کو یہ بات مزید تقویت پہنچاتی ہے کہ ہر دور کے شیعہ مبلغین اور ہمارے صوفی مزاج علماء

میں یہ فکر کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے اس کی متعدد مثالیں اوپر مضمون میں بیان کی جا چکی ہیں

اور مزید چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

ڈاکٹر احسان اللہ استخری فرماتے ہیں :

”چنانچہ رسول فرمود انا و علی من نور واحد“

۱۸۳ "IDEALS AND REALITIES OF ISLAM" BY PROF. S-H-NASAR, PAGE: 16

۱۸۴ التصوف الاسلامی مصنفہ ڈاکٹر ذکی مبارک ج ۲ ص ۲۳

۱۸۵ الفکر الصوفی فی ضوء الکتاب والسنۃ ص ۱۰۵-۱۲۳

۱۸۶ اصول تصوف مصنفہ ڈاکٹر احسان اللہ ص ۶۹

”چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں۔“

ایک فارسی شاعر نے اسی بات کو اپنے شعر میں یوں بیان کیا ہے:

س علی مصطفیٰ ہمچو دودیدہ! زیک نور حلیل اند آفریدہ

امام باطنیہ نزاریہ شہاب الدین شاہ ولد شاہ علی شاہ فرماتے ہیں:

”محمد و علی ہر دو یک نور بودند۔۔۔ در میان مردم بدو لباس جلوہ نمودند۔“^{۱۸۷}

”محمدؐ اور علیؑ دونوں ایک ہی نور ہیں۔۔۔ اور انسانوں کے درمیان دو لباس میں

جلوہ گر ہوئے ہیں۔“

اور تتران یونیورسٹی کے پروفیسر سید حسین نصر بیان کرتے ہیں:

”تصوف اور تشیع دونوں کی تعلیم یہ ہے کہ نور محمدی آدم سے لے کر ہر نبیؐ

کی ذات میں موجود رہا ہے۔“^{۱۸۸}

۳۔ تیسرا ممکن سبب یہ ہو سکتا ہے کہ جب مسلمان اپنی مذہبی تعلیمات سے رفقہ رفقہ دور

ہونے چلے گئے تو ان کے اندر دیگر تمام خرابیوں کے ساتھ ایک بڑی برائی یہ بھی درآئی

کہ وہ اہم سابقہ کی طرح اپنے نئی اور اسلاف کی توقیر و تعظیم میں حد سے تجاوز کرنے لگے،

حالانکہ اس غلو سے ان کو دور رہنے کی بار بار تاکید کی گئی تھی۔ اس غلو کی چند مثالیں اوپر

بیان کی جا چکی ہیں، مزید مثالیں درج ذیل اشعار کی صورت میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ بخوبی

اندازہ ہو جائے کہ ”نور محمدی“ اور ”حقیقت محمدی“ کے اس فتنہ نے کس کس طرح اسلام

کی بیخ کنی کی ہے۔

ایک صوفی بزرگ خواجہ محمد یار صاحب (م ۱۳۶۶ھ) فرماتے ہیں:

س یکے بینم خدا و مصطفیٰ رافاش میگویم کہ بیرون رفقہ ام از اقلیم فرق و امتیاز این جا^{۱۸۹}

”خدا کہتے ہیں جس کو مصطفیٰ معلوم ہوتا ہے جسے کہتے ہیں بندہ خود خدا معلوم ہوتا ہے“^{۱۹۰}

۱۸۷ رسالہ در حقیقت دین مصنفہ شہاب الدین شاہ ۱۳۱۳ طبع بمبئی ۱۹۳۳ھ

”IDEALS AND REALITIES OF ISLAM“ BY ۱۸۸

PRDF. S. H. NASAR, PAGE: 166

۱۸۹ دیوان محمدی الموسوم بہ الوارفہ فرید حصہ فارسی ص ۶۹

۱۹۰ ایضاً حصہ اردو ص ۱۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۴

۳۲۵

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۲

۳۳۳

۳۳۴

۳۳۵

۳۳۶

۳۳۷

۳۳۸

۳۳۹

۳۴۰

۳۴۱

۳۴۲

۳۴۳

۳۴۴

۳۴۵

۳۴۶

۳۴۷

۳۴۸

۳۴۹

۳۵۰

۳۵۱

۳۵۲

۳۵۳

۳۵۴

۳۵۵

۳۵۶

۳۵۷

۳۵۸

۳۵۹

۳۶۰

۳۶۱

۳۶۲

۳۶۳

۳۶۴

۳۶۵

۳۶۶

۳۶۷

۳۶۸

۳۶۹

۳۷۰

۳۷۱

۳۷۲

۳۷۳

۳۷۴

۳۷۵

۳۷۶

۳۷۷

۳۷۸

۳۷۹

۳۸۰

۳۸۱

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

۳۸۹

۳۹۰

۳۹۱

۳۹۲

۳۹۳

۳۹۴

۳۹۵

۳۹۶

۳۹۷

۳۹۸

۳۹۹

۴۰۰

۴۰۱

۴۰۲

۴۰۳

۴۰۴

۴۰۵

۴۰۶

۴۰۷

۴۰۸

۴۰۹

۴۱۰

۴۱۱

۴۱۲

۴۱۳

۴۱۴

۴۱۵

۴۱۶

۴۱۷

۴۱۸

۴۱۹

۴۲۰

۴۲۱

۴۲۲

۴۲۳

۴۲۴

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۷

۴۲۸

۴۲۹

۴۳۰

۴۳۱

۴۳۲

۴۳۳

۴۳۴

۴۳۵

۴۳۶

۴۳۷

۴۳۸

۴۳۹

۴۴۰

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۳

۴۴۴

۴۴۵

۴۴۶

۴۴۷

۴۴۸

۴۴۹

۴۵۰

۴۵۱

۴۵۲

۴۵۳

۴۵۴

۴۵۵

۴۵۶

۴۵۷

۴۵۸

۴۵۹

۴۶۰

۴۶۱

۴۶۲

۴۶۳

۴۶۴

۴۶۵

۴۶۶

۴۶۷

۴۶۸

۴۶۹

۴۷۰

۴۷۱

۴۷۲

۴۷۳

۴۷۴

۴۷۵

۴۷۶

۴۷۷

۴۷۸

۴۷۹

۴۸۰

۴۸۱

۴۸۲

۴۸۳

۴۸۴

۴۸۵

۴۸۶

۴۸۷

۴۸۸

۴۸۹

۴۹۰

۴۹۱

۴۹۲

۴۹۳

۴۹۴

۴۹۵

۴۹۶

۴۹۷

۴۹۸

۴۹۹

۵۰۰

۵۰۱

۵۰۲

۵۰۳

۵۰۴

۵۰۵

۵۰۶

۵۰۷

۵۰۸

۵۰۹

۵۱۰

۵۱۱

۵۱۲

۵۱۳

۵۱۴

۵۱۵

سہ "بندہ خود خواند احمد در رشاد جملہ عالم را بخوان" قل یا عباد

اس شعر میں مولانا روم نے "عبادِی" کی تفسیر اللہ تعالیٰ کے بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیر کر "حقیقتِ محمدی" اور "وحدة الوجود" دونوں کی حقانیت کو ایک ساتھ ثابت کرنا چاہا ہے۔ یہی بات حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مرحوم نے یوں فرمائی ہے:

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسلِ بجن ہیں، عباد اللہ کو عبادِ رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "قَدْ يُعْبَادِي الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلَىٰ انْفُسِهِمْ" ۱۹۹

مرجع تفسیر مشکوٰۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ۱۹۹

مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم فرماتے ہیں:

"قرینہ بھی اتنی معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے: "لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ

اللّٰهِ تَعَالٰی" اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا تو فرماتا "مِنْ رَحْمَتِي" تاکہ مناسبت

"عبادِی" کی ہوتی۔ الخ" ۲۰۰

علامہ حافظ ابن تیمیہؒ نے "غلو" کو ہی "حقیقتِ محمدیہ" اور نورِ محمدیؐ کے باطلِ نصورات کی اصل جڑ قرار دیا ہے۔ چنانچہ اسی موضوع پر اپنے ایک فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

"ان سب باتوں کا حاصل کلام یہ ہے کہ یہ محض غلو ہے، جو نصاریٰ کے غلو کی ہی

جنس سے ہے۔ نصاریٰ بعض مخلوقات کو ربوبیت کی کچھ چیزوں میں شریک

کر کے غلو کرتے ہیں، چنانچہ مردود اور غیر مقبول ٹھہرے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے صحیح طور پر مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: لَا تُطْرُقُونِي كَمَا

أَطْرَقَ الْبَتَّةَ دِي عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ كَمَا تَتَمَاءَا عِبَادُ كَقَوْلِ عَمِيْدُ

اللّٰهِ وَدَسُوْهُ" (میری طرح میں حد سے تجاوز نہ کرو جس طرح کہ نصاریٰ نے

۱۹۸ سورہ الزمر: ۵۳ (ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے اے میرے بندو، جنہوں نے اپنے نفس پر (کفر و شرک کر کے)

زیادتیاں کی ہیں؟)۔ ۱۹۹ امداد المشتاق مؤلفہ اشرف علی تھانوی ص ۹۳

۲۰۰ سورہ الزمر: ۲ (ترجمہ: تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو،)

۲۰۱ امداد المشتاق مؤلفہ مولانا اشرف علی تھانوی ص ۹۳

۲۰۲ صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۵ ص ۴۷ و سنن الدارمی کتاب الرقاق باب ۶۸ و مسند احمد ج ۷

ص ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳

عیسیٰ بن مریمؑ کی مدح میں حد سے تجاوز کیا۔ میں تو محض ایک بندہ ہوں پس مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسولؐ کہو اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”يَا هَذَا كِتَابٌ لَا تَقُولُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقُّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةً ۚ إِنَّمَا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌُ وَاحِدٌ ۚ“

اے اہل کتاب تم اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی شان میں سوائے حق بات کے اور کچھ نہ کہو۔ مسیح عیسیٰ بن مریمؑ تو اور کچھ بھی نہیں، البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مریمؑ تک پہنچایا تھا اور اللہ کی طرف سے ایک جان ہیں۔ سو اللہ پر اور اس کے سب رسول پر ایمان لاؤ اور یوں مت کہو کہ تین ہیں، باز آجاؤ! تمہارے لیے یہ بہتر ہوگا۔ اللہ ہی تو اکیلا معبود ہے۔

زیر نظر مضمون کو ہم شیخ الاسلام علامہ حافظ احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہؒ کے اسی فتویٰ کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔ وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ الْمَكْلُوفَةِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ!

۲۳ سورۃ النساء: ۱۷۱

۲۴ مجموع فتاویٰ ابن تیمیہؒ ج ۱۱ ص ۹۷

قارئین کرام! تصحیح فرمائیں

گزشتہ شمارہ جلد ۱۸، عدد ۵ کے آخری صفحہ پر دو مرتبہ (سطر ۱۳-۲۴ میں) لفظ ”زباب“ آیا ہے جو غلط ہے۔ صحیح لفظ ”ذباب“ ہے۔ معذرت کے ساتھ! (ادارہ)